بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ خدمتِ اسلام

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2013

(مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن)

قل ان صلاتی ونسکی و محیای ومماتی للہ رب العالمین۔(سورۃ الانعام 6:163)

سورۃ الانعام کی جس آیت کی تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدّوجُہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالَموں کا رب ہے"

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام- روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 162)

اس آیت کریمہ میں ہمارے محبوب آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا وہ بلند ترین مقامِ فنا فی اللہ بیان کیا گیا جو عدیم المثال ہے۔ آنحضور ﷺ کی مقدس زندگی کا ایسا دلربا نقشہ بیان کیا گیا ہے جو ہر جہت سے لاثانی اور بے نظیر ہے۔ اس دور آخرین میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کے روحانی فرزند جلیل اور آپ کے عاشقِ صادق کو یہ سعادت اور توفیق عطا فرمائی کہ وہ کلیۃً اپنے آقا ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو گیا اور کچھ ایسا فنا ہوا کہ اس ماہتابِ ہدایت نے اپنے وجود میں آفتابِ ہدایت کا ایک کامل اور حسین عکس پیدا کر لیا۔ غلامِ صادقؑ کا وجود آقائے نامدار ﷺ کا ظلِّ کامل بن گیا۔ اُس کی زندگی آقائے دوجہان ﷺ کی غلامی میں قدم بقدم چلتی ہوئی اس آیت کریمہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر بن گئی۔ اسی تصویر کی ایک جھلک دکھانا میری آج کی تقریر کا موضوع ہے۔ عنوان ہے:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبہءخدمتِ اسلام"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی میں اسوۂ محمدی کے عکسِ تام کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہی آیت کریمہ تجدید کے رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ پر بھی الہاماً نازل ہوئی اور خدائے علیم و خبیر نے خود اس بات کی شہادت دی۔

(تذکرہ صفحہ 573، الہام 9 مارچ 1906)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی نظر میں خدمت اسلام کی عظمت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جب 1889 میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا تو بیعت کی شرائط میں اس بات کو بطور خاص شامل کیا کہ ہر بیعت کنندہ اس بات کا عہد کرے کہ وہ

"دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔"

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 337)

ایک دردمند دل کی کیفیت:

19ویں صدی کے آخر میں سارا ملکِ ہندوستان عیسائیت کی بھرپور یلغار کی زد میں تھا۔ ہر طرف عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور تھا۔ مسلمان بالکل بے دست وپا تھے اور عیسائیوں کی یلغار، حکومت کی پشت پناہی اور مال و دولت کے بل بوتے پر، اُن کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لئے جارہی تھی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جو درد اٹھا اور جس طرح خدمتِ اسلام کا بے پناہ جذبہ ابھرا، اُس کیفیت کا کچھ اندازہ آپ کی اس درد بھری تحریر سے کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملکِ ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمنِ رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اُس توہین سے جو ہمارے رسولِ کریم ﷺ کی کی گئی، دُکھا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 52-51)

اسلام کی حالتِ زار پر قلبی کرب

اسلام کی اس حالتِ زار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سینہ میں جو تلاطم برپا تھا اس کا کچھ اندازہ آپ کے اشعار سے بھی ہوتا ہے۔ ایک فارسی شعر میں آپؑ فرماتے ہیں:

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغز و جانِ ما گداخت

کثرتِ اعدائے ملّت، قلّتِ انصارِ دیں

دشمنانِ دین کی کثرت اور دینِ احمد کے مددگاروں کی قلت، یہ دو فِکریں ہیں جنہوں نے ہمارے دل و دماغ کو گداز کر دیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

میرے آنسو اس غمِ دلسوز سے تھمتے نہیں

دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے

اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل دیکھ کر

اے مری جان کی پناہ فوجِ ملائک کو اتار

یہی وہ درد و کرب تھا جو آپ کو راتوں کو بے قرار رکھتا اور آپ اسلام کی فتح اور غلبہ کے لئے ماہئی بے آب کی طرح تڑپتے اور خدائے قادر و قیوم کے آستانہ پر اپنی بے تاب دعاؤں کے ساتھ جھک جاتے۔ عرض کرتے

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ

مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

اے مرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رِہا

ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے

سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

ان دلدوز کیفیات سے گزرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام نے خدمتِ اسلام کا عَلَم بلند کیا اور اسی جذبہ سے سرشار ہو کر زندگی کے آخری سانس تک اس کو سر بلند کئے رکھا۔

خدمتِ اسلام کا عظیم ترین مقصد

خدمتِ اسلام کا عظیم ترین مقصد اور ذریعہ دنیا کو خالقِ حقیقی سے آگاہ کرنا اور اس کی محبت میں فنا کرنا ہے۔ یہ جذبہ جس شدت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں پایا جاتا تھا اس کو اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی بجائے میں مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اِس کی اِس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اُس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اُس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اُس سے پانا۔ پس اِس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہو گا۔ میرا دل اُن کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں۔"

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17۔ صفحہ 344-345)

اپنے ذاتی تجربہ اور وجدان کی بنیاد پر آپ نے کس درد اور بے پناہ جذبہ سے دنیا کو خدا تعالیٰ کے آستانے کی طرف بلایا، وہ بیان سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19۔ صفحہ 22-21)

اس ارشاد کے ایک ایک لفظ سے خدمتِ اسلام کا جذبہ جس شان سے چھلکتا ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔

آپ کا جذبۂ خدمت اسلام۔ خود اپنے الفاظ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جس قدر خدمتِ اسلام کی تڑپ تھی اور جس طرح یہ لگن آپ کو لگی ہوئی تھی اس کی حدو بست کا اندازہ کرنا انسانی فکر و فہم کے بس میں نہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنی طبیعت میں فطرتی عاجزی اور انکساری کے بے پناہ جذبہ کے سبب اپنے جذبات و احساسات کے اظہار میں حد درجہ اخفاء اور احتیاط سے کام لیتے تھے لیکن یہ جذبۂ خدمتِ اسلام تو آپ کے رگ و ریشہ میں اس گہرائی تک سرایت کر چکا تھا کہ وہ آپ کے حرف حرف اور زندگی کی ہر ادا سے چھلک چھلک پڑ تا تھا۔ وقت کی رعایت سے صرف چند ارشادات و واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں اُس مولیٰ کریم کا اِس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے ایمانی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اِس قدر بخشا ہے کہ اگر اِس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں..... اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اُس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق و صدق تمام تر انجام دوں۔ اِس کام پر اُس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے مَیں رُک نہیں سکتا.....اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ہو اور در حقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 35-36)

پھر آپ فرماتے ہیں اور کس درد سے فرماتے ہیں:

”ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اِس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سِکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 291-292)

خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کا جوش جس قدر آپؑ میں پایا جاتا تھا۔ ذرا اس کا اندازہ لگائیے۔ فرمایا:

”اِس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اِس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہو گا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 100)

پھر اسی تسلسل میں آپ اپنے جذبات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔ فرمایا:

"میں خود جو اِس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اِس راحت اور لذّت سے حظ اٹھایا ہے ۔یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 100-99)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی روایت کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر آپؑ نے فرمایا:

"میرا تو خیال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ اور فرمایا۔ کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے ،مجھے سخت ناگوار ہے۔ اور فرمایا: جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں ،جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ فرمایا: ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحب صفحہ 28)

جذبۂ خدمتِ اسلام کے بارہ میں گواہیاں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور بزرگ صحابی حضرت یعقوب علی عرفانیؓ اپنا لمبا اور قریبی مشاہدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فطرت میں تبلیغِ اسلام کا جوش اس قدر تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اس جوش سے میرا دماغ نہ پھٹ جاوے"

(حیاتِ احمد از یعقوب علی عرفانیؓ جلد اول حصہ دوم صفحہ 150)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

"میرے دماغ میں اسلام کی حالت اور عیسائیوں کے حملوں کو دیکھ دیکھ کر اس قدر جوش اٹھتا ہے کہ بعض وقت مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ دماغ پھٹ جائے گا"

(الحکم 7 تا 14 فروری 1923 صفحہ 8)

☆مرزا سلطان احمد صاحب کی گواہی:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب کا بیان ہے کہ

"شرک کے خلاف حضرت کو اس قدر جوش تھا کہ اگر ساری دنیا کا جوش ایک پلڑے میں اور حضرت کا جوش دوسرے پلڑے میں ہو تو آپ کا پلڑا بھاری ہو گا"

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 114-115)

☆ایک ہندو کا اعتراف:

حضرت یعقوب علی عرفانیؓ اپنی کتاب حیات احمد میں لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لالہ ملاوا مل صاحب کی ملاقات اور تعلقات میں جو بات بدیہی طور پر نظر آتی ہے وہ تبلیغِ اسلام ہی ہے۔ سب سے پہلی ملاقات اور محض ناواقفیت کی ملاقات اور اس میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ نے تبلیغ ہی شروع کر دی۔ لالہ ملاوا مل صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ سمجھا کہ شاید مسلمانوں کے ہاں عشاء کی نماز سے پہلے کسی دوسرے کو تبلیغِ اسلام کرنا ایک ضروری فرض ہے کیونکہ مرزا صاحب نے نماز سے پہلے اس کام کو ضروری سمجھا"

(حیاتِ احمد از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد اول حصہ دوم صفحہ 149)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تبلیغ کس قدر عزیز تھی اور کس طرح ہر وقت اس طرف توجہ رہتی تھی۔ اس کا اندازہ مکرم مولوی عبد القادر صاحبؓ مرحوم لدھیانوی کی بیٹی صفیہ بیگم صاحبہ کی روایت سے ہوتا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ:

"ایک دفعہ میرے والد صاحب نے مجھے بھیجا کہ جا کر حضرت صاحب سے عرض کرو کہ اب میں کیا کروں۔ میں گئی۔ حضور اقدس صحن میں کھٹولی پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ مولوی محمد احسن صاحب مرحوم پاؤں دبا رہے تھے۔ میں نے جا کر والد صاحب کی طرف سے کہا۔ آپؑ نے فرمایا" حضرت مولوی صاحب سے کہو کہ باہر جاویں تبلیغ کے لئے"۔ میں نے آکر والد صاحب کو کہہ دیا۔ والد صاحب ہنسے اور بہت خوش ہوئے۔ فرماتے تھے۔ اللہ! اللہ! حضرت صاحب کو تبلیغ سب کاموں سے پیاری ہے اور میرے دل میں بھی تبلیغ کا بہت شوق ہے"

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ 309)

اس جذبہٗ خدمتِ اسلام کا ایک خوبصورت اظہار اس وقت ہوا جب 1885 میں آپ کے ایک فدائی اور عاشق حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی سفر حج پر جانے لگے تو حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک دلگداز دعا ان کو لکھ کر دی کہ وہ حضور کی طرف سے یہ دعا خانۂ کعبہ میں اور میدان عرفات میں بطور خاص کریں۔ اس میں لکھا کہ

"اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تونے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تونے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجّتِ اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اَب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر"۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 265)

خدمتِ دین میں انہماک

خدمتِ دین میں غیر معمولی محویت اور انہماک کا ایک واقعہ حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی زبانی سنئے۔ لکھتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامۂ قیامت برپا ہے۔ بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں۔۔۔ مگر حضرت یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں۔۔۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا۔ اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی۔ مسکرا کر فرمایا:

"میں سنتا ہی نہیں! تشویش کیا ہو اور کیونکر ہو"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 23)

خدمتِ دین کرنے والوں کی قدر دانی

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے جذبۂ خدمتِ اسلام کا اندازہ اس بظاہر معمولی لیکن بہت پُر معارف بات سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ خدمتِ دین کرنے والوں کے بارہ میں آپ کا انداز کیسا دلربا تھا۔ حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں کہ

"کوئی دوست کوئی خدمت کرے۔ کوئی شعر بنا لائے کوئی شعر تائید حق پر لکھے آپؑ بڑی قدر کرتے ہیں اور بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور بارہا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔ اصل قبلۂ ہمت آپ کا، دین اور خدمتِ دین ہی ہے"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 50)

دو صحابہ کی گواہیاں

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ کو حضور کے قرب میں رہنے کا خوب موقع ملا۔ جذبہٴ خدمتِ اسلام کے حوالہ سے وہ اپنے تاثرات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپ اکثر سوتے کم تھے اور بہت کم لیٹتے تھے اور رات اور دن کا زیادہ حصہ مخالفوں کے رد اور اسلام کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کے ثبوتِ رسالت و نبوت اور قرآن شریف کے منجانبِ اللہ ہونے کے دلائل اور توحید باری تعالیٰ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں لکھنے میں گزرتا تھا اور اِس سے جو وقت بچتا تو دعاؤں میں خرچ ہوتا۔ دعاؤں کی حالت میں نے آپ کی دیکھی ہے کہ ایسے اضطراب اور ایسی بے قراری سے دعا کرتے تھے کہ آپ کی حالت متغیر ہو جاتی۔ اور بعض وقت اسہال ہو جاتے اور دورانِ سر ہو جاتا“

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 11)

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اسلام کی غیرت کے حوالہ سے اپنے جذبات کی کیفیت کچھ اس طرح بیان کی کہ

”میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے“

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 61)

پھر مزید فرماتے ہیں کہ

”جن دنوں میں وہ موذی اور خبیث کتاب ” امہات المومنین“ جس میں بجز دل آزاری، اور کوئی معقول بات نہیں، چھپ کر آئی۔ اس قدر صدمہ اس کو دیکھنے سے آپ کو ہوا کہ فرمایا:

”ہمارا آرام تلخ ہو گیا ہے“

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 61)

واقعات کی دنیا میں

خدمتِ اسلام کا یہ بے پناہ فدائیانہ جذبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صرف لفظی اظہار اور اعلان نہ تھا بلکہ آپ کی ساری حیاتِ مطہرہ شروع سے لے کر آخر تک گواہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی اسلام کی راہ میں قربان کر دی۔ یہی آپ کی تمنا اور دلی آرزو تھی۔ آپ کیا خوب فرماتے ہیں:

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفیٰ

ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

کہ میری جان محمد مصطفیٰ کے دین کی راہ پر فدا ہو جائے۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے۔ اے کاش کہ یہ بات میسر آ جائے۔

آیئے ایک بار پھر واقعات کی دنیا میں اتر کر جذبۂ خدمتِ اسلام کے حوالہ سے چند اور واقعات پر نظر کرتے ہیں۔

☆ حضرت مولوی فتح دین صاحب دھرم کوٹیؓ حضور کے ابتدائی زمانہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

”میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضور کے پاس ہی رات کو بھی قیام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بے قراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدتِ درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اِس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکر مند ہوا اور دل میں کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اُس وقت میں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حالت جاتی رہی۔

صبح میں نے اِس واقعہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اِس قسم کا نظارہ دیکھا ہے کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی یا درد گردہ وغیرہ کا دورہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا” میاں فتح دین! کیا تم اُس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو جو مصیبتیں اِس وقت اسلام پر آ رہی ہیں اُن کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور یہ اسلام ہی کا درد ہے جو ہمیں اِس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 29)

جذبۂ خدمتِ اسلام کی ایک مثال

ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر ملی کہ بٹالہ کے ایک مولوی قدرت اللہ نامی نے اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی ہے۔ آپ کو اس خبر سے دلی صدمہ ہوا۔ آپ نے منشی نبی بخش صاحب کو جو یہ خبر لے کر آئے تھے تاکیدی ارشاد فرمایا کہ پُر حکمت انداز

میں ہر ممکن کوشش کریں کہ کسی طرح مولوی صاحب واپس اسلام میں آجائیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں انہیں تفصیلی ہدایات بھی دیں اور فرمایا کہ اگر میری ضرورت ہوئی تو میں خود بھی جانے کو تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام سے کسی کا مرتد ہو جانا ایک بڑا امر ہے جس کو سرسری نہیں سمجھنا چاہیئے۔ آپ نے منشی نبی بخش صاحب کو فرمایا کہ تم جاکر اس سلسلہ میں بھرپور کوشش کرو۔ میں دعا کروں گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی قدرت اللہ صاحب واپس اسلام میں آگئے جس سے حضرت اقدس کو بے حد خوشی ہوئی۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 114)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اسلام اور ناموس رسالت کے دفاع میں قلمی جہاد کا آغاز فرمایا تو پھر آپ نے قلم کے ہتھیار کو اس وقت تک نہ رکھا جب تک اِس جہاد کو نقطۂ کمال تک نہ پہنچا دیا۔ یہ جہاد آپ نے جس جانفشانی سے سرانجام دیا اِس سے آپ کا جذبۂ خدمتِ اسلام پوری طرح روشن ہو کر سامنے آجاتا ہے۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ فرماتے ہیں:

”ایک روز کا ذکر ہے کہ قصیدہ اعجاز احمدی آپ لکھ رہے تھے..... مجھے بھی بلوایا اور فرمایا کہ تم کاپی لکھو تا کہ جلدی یہ قصیدہ چھپ جائے اور فرمایا کہ کاپی ہمارے پاس بیٹھ کر لکھو میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ آپ ایسا جلدی قصیدہ تصنیف کرتے تھے اور مجھے دیتے جاتے تھے کہ میں ابھی مضمون ختم نہیں کر سکتا تھا جو آپ اور مضمون دے دیتے تھے۔ رات کے گیارہ بج گئے آپ کے لئے کھانا آیا۔ فرمایا شام سے تو تم یہیں لکھ رہے ہو کھانا نہیں کھایا ہو گا آؤ ہم تم ساتھ کھائیں۔ ہمیں تو اسلام کی خوبیاں اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل دینے اور ثبوتِ نبوتِ محمد ﷺ میں یہاں تک استیلا اور غلبہ ہے کہ ہمیں نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ پانی نہ نیند۔ جب بھوک اور نیند کا سخت غلبہ ہوتا ہے تو ہم کھاتے ہیں یا سوتے ہیں۔“

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 16)

حضرت منشی ظفر احمد کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ

”لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے بدن میں گرمی آجائے گی اور دورہ موقوف ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ حضور اِس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی نعت میں سے کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ میں نے براہین احمدیہ کی نظم ” اے خدا! اے چارۂ آزارِما“ خوش الحانی سے پڑھنی شروع کر دی اور آپ کے بدن میں گرمی آنی شروع ہو گئی۔ پھر

آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے۔ پھر مجھے ایک اعتراض یاد آ گیا۔۔۔۔ جب میں نے یہ اعتراضات سنائے تو حضور کو جوش آ گیا اور فوراً بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی۔ اور بہت سے لوگ بھی آ گئے۔ اور دورہ ہٹ گیا۔"

(سیرت المہدی جلد چہارم صفحہ 39-38، اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 146-145)

حضرت منشی صاحب ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے. میں اور محمد خان مرحوم ڈاکٹر صادق علی صاحب کو لے کر لدھیانہ گئے۔ (ڈاکٹر صاحب کپور تھلہ کے رئیس اور علماء میں سے شمار ہوتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد حضور مہندی لگوانے لگے۔ اس وقت ایک آریہ آ گیا۔ جو ایم۔ اے تھا۔ اس نے کوئی اعتراض اسلام پر کیا۔ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا۔ آپ ان سے ذرا گفتگو کریں تو میں مہندی لگوا لوں۔ ڈاکٹر صاحب جواب دینے لگے۔ مگر اس آریہ نے جو جوابی تقریر کی تو ڈاکٹر صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر فوراً مہندی لگوانی چھوڑ دی اور اسے جواب دینا شروع کیا اور وہی تقریر کی جو ڈاکٹر صاحب نے کی تھی مگر اُس تقریر کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا کہ وہ آریہ حضور کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نے ہاتھ سے اُسے اٹھایا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے پچھلے پیروں ہٹتا ہوا واپس چلا گیا"۔

(سیرت المہدی جلد چہارم صفحہ 36)

ایک اور بزرگ صحابی حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ

"ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت اچھی نہ تھی۔ ڈونگے دالان کے صحن میں چارپائی پر لیٹے تھے اور لحاف اوپر لیا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ ایک ہندو ڈاکٹر حضور سے ملنے آیا ہے۔ حضور نے اندر بلوا لیا۔ وہ آ کر چارپائی کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا رنگ نہایت سفید اور سرخ تھا۔ جنٹلمینی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ طبیعت پوچھنے کے بعد شاید اِس خیال سے کہ حضور بیمار ہیں، جواب نہیں دے سکیں گے۔ مذہب کے بارہ میں اِس وقت جو چاہوں کہہ لوں، اس نے مذہبی ذکر چھیڑ دیا۔ حضور فوراً لحاف اتار کر اٹھ بیٹھے اور جواب دینا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ میں پھر کبھی حاضر ہوں گا اور چلا گیا"

(سیرت المہدی جلد چہارم صفحہ 134)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں چند ایک خدام اندرون خانہ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم نے عرض کی کہ گرمی بہت ہے۔ یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ پنکھا تو

لگ سکتا ہے اور پنکھا ہلانے والے کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگے گی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہو گا؟

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی تو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ "گرمی ایسی سخت ہے کہ اِس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہو گئی ہے۔" اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شدت گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی کہ گرمی بہت ہے حضور کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا:

ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے یہاں چند روز دھوپ تیز ہوتی ہے تو پھر بارش آ جاتی ہے۔"

(ذکر حبیب صفحہ 126)

اسلام کی فتح کا بے پناہ جذبہ اور تمنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے بڑی دلی تمنا یہ تھی کہ ساری دنیا میں اسلام کا بول بالا اور غلبہ ہو۔ یہ سوچ اور فکر آپ کو ہمہ وقت دامنگیر رہتی۔ آپ کے اس بے تاب جذبہ کا اندازہ ایک دلچسپ روایت سے ہوتا ہے جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک کمرہ میں بیٹھے تھے۔ حضور ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف تھے۔ دروازہ پر کسی شخص نے خوب زور دار دستک دی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں جا کر معلوم کروں کہ کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے۔ میں نے دروازہ کھولا تو دستک دینے والے نے بتایا کہ مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہوی نے بھجوایا ہے کہ حضور کی خدمت میں یہ خوشخبری عرض کی جائے کہ آج فلاں شہر میں ان کا ایک غیر احمدی مولوی سے مناظرہ ہوا ہے اور انہوں نے اُس کو شکستِ فاش دی۔ اُس کو بہت رگیدا اور وہ مولوی بالکل لاجواب ہو گیا۔ حضرت مفتی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ سارا پیغام من و عن حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ اُن کے اِس طرح زور دار دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے میں سمجھا تھا کہ شاید وہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہو گیا ہے !

(بحوالہ سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 289۔290)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اِس بے ساختہ اظہار سے پتہ لگتا ہے کہ حضور کو یورپ میں اسلام کے غالب آنے کا کتنا خیال تھا۔ آپ کے نزدیک گویا سب سے بڑی اور حقیقی خوشی یہی تھی کہ سارا یورپ حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے۔ خدائی بشارتوں کے مطابق آپ کو اِس بات پر محکم یقین تھا اِس کے لئے آپ نے دعائیں بھی کیں اور بھرپور مساعی بھی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی یہ دلی خواہش اور تمنا جلد از جلد پوری ہو۔ اور سارا یورپ ہی نہیں بلکہ ساری دنیا احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرلے آمین۔

بیماری کی حالت میں بھی قلمی جہاد جاری

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ساری زندگی خدمتِ اسلام کی خاطر مسلسل جہاد سے عبارت تھی۔ یہ جذبہ آپ کی ساری زندگی میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ قلمی جہاد کا جو سلسلہ آپ نے ابتدائی زمانہ میں شروع فرمایا وہ زندگی کے آخری لمحات تک جاری رہا۔ ابتدائی زندگی میں مددگار تھوڑے تھے اور سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اِن حالات میں آپ بسا اوقات بالکل یکا و تنہا ساری بھاگ دوڑ کرتے۔ خود مضمون لکھتے۔ خود اسے کاتب کے پاس لیجاتے۔ خود درستی کرواتے۔ اور خود ہی اشاعت کے لئے پریس لے کر جاتے اور یہ سب کچھ خدمتِ اسلام کے بے پناہ جذبہ سے سرانجام دیتے۔

ذرا تصور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بزرگ فرستادہ اپنے گھر کے اندرونی صحن میں دفاعِ اسلام میں کتابیں لکھنے میں مصروف ہے۔ ایک دوات ایک طرف طاقچہ میں رکھی ہے اور دوسری دوسرے کنارے پر۔ چلتے چلتے کاغذ ہاتھ میں پکڑے مضمون لکھ رہے ہیں۔ قلم کی سیاہی کم ہو جاتی ہے تو دوات میں ڈبو لیتے ہیں۔ موسم کی سختی سے بے نیاز، سخت گرمی اور سخت سردی کی حالت میں بھی یہ جہاد جاری رہتا۔ صحت کی حالت میں بھی اور بیماری کی حالت میں بھی۔ آپ نے اپنی تصانیف کے بعض حصّے سخت بیماری کی حالت میں لکھے۔ اپنی آخری تصنیف پیغام صلح کا مضمون وفات سے صرف ایک روز قبل 25 مئی 1908 کی شام کو مکمل کیا جبکہ آپ کو اسہال کی شکایت تھی۔ طبیعت نڈھال تھی لیکن آپ نے اسی حالت میں جس حد تک ہو سکا مضمون مکمل کرکے کاتب کے سپرد کیا۔ اور پھر اپنے سفر آخرت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کی زندگی کے آخری لمحات کا یہ نقشہ شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کی ساری زندگی جذبہ ءخدمتِ اسلام سے بھرپور تھی۔

غلامِ صادق آقائے نامدار کے قدموں پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غیر معمولی جذبۂ خدمتِ اسلام کا ایک شاندار ظہور اس وقت ہوا جب 1893 میں آپ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب '' آئینہ کمالات اسلام '' تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے التبلیغ کے نام سے عربی زبان میں ایک تفصیلی مکتوب فقراء اور مشائخِ ہند کے نام لکھا۔ اس میں بطور خاص 23 صفحات پر محیط ایک خاص حصہ اُس زمانہ کی طاقتور ملکہ وکٹوریہ کے نام لکھا جس میں آپ نے اپنے

آقائے نامدار کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملکہ معظمہ کو اُسی انداز اور الفاظ میں دعوتِ اسلام دی جو رسول پاک ﷺ نے اپنے زمانہ میں قیصر و کسریٰ کو لکھے تھے۔ آپ نے دیگر نصائح کے علاوہ یہ بھی فرمایا:

یا ملیکة الارض اسلمی تسلمین

کہ اے زمین کی ملکہ! تو مسلمان ہو جا۔ تُو اور تیری سلطنت محفوظ رہے گی۔ جس قوت اور شوکت سے آپ نے سلطنت برطانیہ کی ملکہ کو یہ پیغام حق دیا، وہ آپ کے دلی جذبات کا آئینہ دار ہے جو خدمت واشاعت اسلام کے حوالہ سے آپ کے دل میں موجزن تھے۔ آپ کی اِس آوازِ حق کو یہ پذیرائی ملی کہ ملکہ وکٹوریہ نے حضرت اقدس کی خدمت میں شکریہ کا خط ارسال کیا اور خواہش کی کہ حضور اپنی دیگر تصانیف بھی ارسال فرمائیں۔

’آپ کا یہ مجاہدانہ کارنامہ ایسا شاندار تھا کہ سابق ریاست بہاد پور کے ایک صاحبِ کشف بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف نے آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور لکھا کہ

”دینِ اسلام کی حمایت کے لیے آپ نے ایسی کمرِ ہمت باندھی ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کا پیغام دیا ہے آپ کی تمام تر سعی اور جدوجہد یہ ہے کہ اسلامی توحید قائم ہو جائے۔“

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۶۷۴۔۶۷۷)

اسی جذبہ تبلیغ اور خدمتِ اسلام کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1897 میں ملکہ وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی کے موقع پر ایک رسالہ تحفہء قیصریہ کے نام سے لکھا جس میں ملکہ معظمہ کو دوسری بار پُر جوش انداز میں دعوتِ اسلام دی۔ بعد ازاں 1899 میں ایک بار پھر اس پیغام حق کی یاددہانی کے طور پر رسالہ ”ستارہ قیصریہ“ تحریر فرمایا۔

یہ دونوں کتب آپ کے جوشِ تبلیغِ حق اور خدمتِ اسلام کا شاہکار ہیں۔ خدمتِ اسلام کا یہ نرالا انداز ایسا منفرد تھا کہ کسی اور مسلمان فرد یا ادارہ کو ایسی توفیق یا سعادت نہ مل سکی بلکہ اس کا خیال تک بھی نہ آیا۔

خدمت دین کی راہ میں ہر دکھ اٹھانے کو تیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جذبہء خدمتِ اسلام کا یہ پہلو کس قدر ایمان افروز ہے کہ ایک طرف تو آپ نے اس میدان میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور دشمنانِ اسلام کے مقابل پر ہر محاذ پر ایسا کامیاب دفاع کیا کہ آپ کی وفات پر جماعت کے حق گو مخالفین نے آپ کو

"اسلام کا ایک بہت بڑا پہلوان" اور "ایک فتح نصیب جرنیل" کے القاب سے یاد کیا۔ اور تسلیم کیا کہ آپ نے " ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دیدی"۔ دوسری طرف اس چومکھی لڑائی میں ہر دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ اللہ تعالی کی رحمت اور حفاظت کا سایہ آپ کے سر پر تھا اگرچہ دشمنوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کی ذلت اور رسوائی کی کوئی صورت بن سکے۔ بہت سے ایسے واقعات ہوئے جن میں معاملہ اس قدر نازک رنگ اختیار کر گیا کہ گویا قانونی گرفت کا آخری مرحلہ آگیا ۔لیکن جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ردِّ عمل کیسا ایمان افروز تھا کہ وہ اسلام کی خاطر ہر تکلیف اور آزار کو قبول کرنے کو تیار نظر آتا ہے مگر ساتھ کے ساتھ خدائی تائید و نصرت پر کامل یقین بھی ہے اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر پولیس کا ایک افسر اچانک مسیح پاک علیہ السلام کے گھر کی تلاشی کے لئے آگیا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں بھاگتے ہوئے آئے اور مسیح پاک علیہ السلام کو بتایا کہ پولیس افسر وارنٹ گرفتاری اور ہتھکڑیوں کے ساتھ آرہا ہے۔ حضرت صاحب اُس وقت کتاب نور القرآن تصنیف فرمارہے تھے۔ آپ نے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے نہایت اطمینان سے فرمایا :

"میر صاحب !لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے"

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے ساتھ فرمایا:

"مگر ایسا نہ ہو گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 305-306)

اور دنیا نے دیکھا کہ خدمتِ اسلام کی راہ میں اپنے آپ کو ہر امتحان کے لئے پیش کرنے والا وجود ہر ذلت و رسوائی سے ہمیشہ محفوظ رہا !

شدید مخالفت کے باوجود استقامت:

اہل دنیا کی یہ ریت ازل سے جاری ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں کی ہمیشہ شدید مخالفت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی بعینہ یہی ہوا لیکن آپؑ نے جذبہٗ خدمتِ اسلام سے سرشار ہو کر ہر آزمائش اور مشکل ترین گھڑی میں بے نظیر استقامت اور صبر کا نمونہ دکھایا اور خدمتِ اسلام کے مقدس جہاد میں سرِ مُو فرق نہیں آنے دیا۔ آپؑ کا یہ وصف اتنا نمایاں تھا کہ مخالفین نے اختلاف رائے کے باوجود اس بات کا اعتراف کیا۔ مخالفین کے چند اعترافات پیش کرتا ہوں۔

آپ کی وفات پر ایک آریہ رسالہ کے ایڈیٹر نے لکھا کہ:۔

"مرزاصاحب اپنے آخری دَم تک اپنے مقصد پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔"

(رسالہ "اندر" لاہور)

اِسی طرح ایک عیسائی مصنّف H.A.WALTER نے لکھا کہ:۔

"مرزاصاحب کی اختلافی جرأت جوانہوں نے اپنے مخالفوں کی طرف سے شدید مخالفت اور ایذارسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً بہت قابلِ تعریف ہے۔"

(انگریزی رسالہ احمدیہ مُوومنٹ)

اور ایک غیر احمدی مسلمان اخبار نے لکھا کہ:۔

"مرزامرحوم نے مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔"

(کرزن گزٹ۔ دہلی)

یادرہے کہ یہ اعترافات دوستوں کے نہیں، مخالفین کے ہیں و الفضل ما شهدت به الاعداء

خدمتِ دین میں ساری جائیداد قربان کرنے کو تیار

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خدمتِ اسلام کا آغاز بہت ابتدائی زمانہ سے ہی کر دیا تھا۔ اخبارات میں اسلام، قرآن مجید اور رسولِ پاک ﷺ کے خلاف چھپنے والے اعتراضات کے جوابات مضامین کی صورت میں دیتے۔ جب دیکھا کہ مخالفین کی طرف سے یہ سلسلہ بڑھتا جارہا ہے تو آپ کے دل میں غیرتِ اسلام کے جذبہ نے جوش مارا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تائید و نصرت سے ایک معرکۃ الآرا کتاب براہین احمدیہ کے لکھنے کا آغاز فرمایا۔ یہ ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ کوئی دشمنِ اسلام آج تک اُن دلائل اور براہین کا جواب لکھنے پر قادر نہیں ہو سکا۔

جب کتاب کا پہلا حصہ شائع ہوا تو آپ نے سب منکرینِ اسلام کو دعوتِ مقابلہ دی کہ اگر وہ اسلام کی بیان کردہ خوبیوں کے مقابل پر وہی خوبیاں اپنے مذہب میں دکھادیں یا ان سے نصف یا تیسرا حصہ یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ ہی اپنے مذہب میں ثابت کر دیں یا کم از کم ہمارے پیش کردہ دلائل کو توڑ کر دکھادیں تو میں اپنی ساری کی ساری جائیداد جس کی قیمت دس ہزار روپے کے قریب ہے ایسے شخص کو بطور انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔

یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ ایک طرف اپنی صداقت اور اپنے بیان کردہ دلائل کی برتری پر کامل یقین ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے آپ کا جذبہء خدمتِ اسلام بھی خوب کھل کر آشکار ہوتا ہے کہ اسلام کی سربلندی کی خاطر آپ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھے۔ آپ نے اپنی ساری جائیداد پیش کر دی لیکن کوئی مخالف اس میدانِ مقابلہ میں اترنے کی جرأت نہ کر سکا۔

جملہ مذاہب باطلہ کو مقابلہ کی دعوت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد احیائے اسلام اور جملہ مذاہبِ عالَم پر اسلام کو غالب کرنا تھا۔ یہی آپ کی زندگی کا مقصد تھا اور آپ کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز تھا۔ آپ نے اِس بلند مقصد کی خاطر اپنی ساری زندگی بسر کی۔ یہی جذبہ ٔ خدمتِ اسلام آپ کی زندگی کے ایک جلی عنوان کے طور پر جگمگاتا نظر آتا ہے۔

اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے دنیا کے سب مذاہب کو بارہا مقابلہ کی دعوت دی اور بڑے زوردار انداز میں دی۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ 1893 میں آپ نے اپنی کتاب " آئینہ کمالات اسلام " میں فرمایا:

> "اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کے لئے یہ خوب موقعہ ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امورِ غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہو گی اس کے حوالہ کر دوں گا یا جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اُس طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 350-349)

آپ کی یہ دعوتِ مقابلہ دنیا کے سب مذاہب کے نام تھی۔ لیکن کسی مذہب کا کوئی شخص مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔ آپ نے کیا خوب فرمایا:

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اختتامیہ:

آج کی اس بابرکت مجلس میں ہم نے امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام کے جذبہء خدمتِ اسلام کا کچھ تذکرہ سنا۔ حق یہ ہے کہ ان باتوں کو سن کر، اپنے آپ پر نظر کرتے ہوئے ایک احمدی کی آنکھیں جھک جاتی ہیں اور دل، شرم اور ندامت سے بھر جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے تو اپنے اور ہمارے آقا محمد مصطفٰے ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خدمتِ اسلام کی مقدس راہ میں اپنی

ساری زندگی، وقت کا ایک ایک لمحہ اور خداداد صلاحیتوں اور طاقتوں کا ایک ایک ذرہ قربان کر دیا۔ اور ایک ہم ہیں کہ خدمتِ دین کا جذبہ تو رکھتے ہیں لیکن عملی میدان میں ابھی پا پیادہ ہیں۔ عہدِ بیعت کے تقاضے بہت بلند ہیں۔ غلبہ ءاسلام کی آخری منزل دور افق پر نظر آتی ہے اور ہمارے قدم ابھی بہت آہستہ ہیں۔

خدمتِ دین کے علمبردارو! دیکھو کہ تمہارا قافلہ سالار، تمہارا محبوب امام، کب سے تمہیں بلا رہا ہے۔ آؤ !اور خدمتِ اسلام کے میدان میں اترتے ہوئے اپنے سب عہد وپیمان سچ کر دکھاؤ۔ دیکھو! یہ میدان بہت وسیع ہے اور مخلص اور جانثار احمدی خدمت گزاروں کی آمد کا منتظر ہے۔

پس اے مسیح محمدی کے جانثارو! مردانہ وار آگے بڑھو اور ساری دنیا کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور سے بھر دو۔ قریہ قریہ اسلام کی منادی کرو اور ساری دنیا میں توحید کا علم لہراتے ہوئے اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کر دو !

آخر میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک دلگداز حوالہ پیش کرتا ہوں۔ احباب سے درخواست ہے کہ بہت غوراور توجہ سے سماعت فرمائیں اور اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ہم سب کو، ہاں ہم سب کو، مخاطب کرتے ہوئے بڑے درد سے فرمایا ہے :

> ”میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیّت کروں اور یہ بات پہنچادوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اُس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُس کی روح بول اٹھے۔ اَسلَمتُ لِرَبِّ العَالَمِین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا، وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

آپ فرماتے ہیں:

> پس تم، جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اِس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 100)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین